56

تجارت پیشہ احمدیوں کیلئے نصائح

(فرمودہ ۲۳ ر جون ۱۹۲۲ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج میں اپنی جماعت کے ایک خاص حصے کے متعلق بعض باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس میں ساری جماعت کے لئے بھی فائدہ ہے۔ اس لئے کہ وہ حصہ ایسا نہیں کہ وہ کسی خاص قوم سے تعلق رکھے۔ بلکہ ہر ایک کے لئے ممکن ہے کہ اس میں شامل ہو جائے۔ اور ممکن ہے کہ اس طرح پر نصائح سب لوگوں کے لئے مفید ہوں۔ وہ حصہ تاجروں کا حصہ ہے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں طبعاً" اس بات کا خواہش مند ہوں اور ہر ایک وہ شخص جو احمدیت سے تعلق رکھتا ہے اس بات کا خواہش مند ہونا چاہیئے کہ یہ جماعت ترقی کرے۔ دین میں بھی اور دنیا میں بھی۔ اور اس کی ترقی کے لئے جس قدر بھی جائز اخلاق کے اندر ذرائع ہوں وہ استعمال کئے جائیں۔ کوئی مذہب اس خواہش سے نہیں روکتا۔ یہ خواہش مجھ میں بھی ہے اور ہر ایک احمدی کے دل میں ہوگی۔

لیکن ہر ایک کام کے لئے کچھ ذرائع ہوتے ہیں۔ میں نے اس طرف بارہا توجہ دلائی ہے کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کام کے لئے خدا نے جو راستہ اور ذرائع رکھے ہیں انہی پر چلنے اور ان کو استعمال کرنے سے کامیابی ہو سکتی ہے۔ اور ان کو ترک کرنے سے ناکامی ہوتی ہے۔ صحیح ذرائع سے کام نہ لینے کی غلطی مختلف مذاہب کے لوگوں کو مذہب کے بارے میں لگی ہے۔ وہ محض خالی کوشش کو کامیابی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ سمجھتے ہیں۔ اگر ایک شخص سارا دن خدا کے لئے کام کرتا اور رات بھر اس کے لئے جاگتا ہے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کی وجہ سے کیوں جہنم میں جائے۔ وہ کہتے ہیں اصل چیز تو محبت الٰہی ہے۔ اگر ایک شخص کو جہالت سے اصل نماز کا پتہ نہیں لگتا اور وہ اپنے رنگ میں عبادت کرتا ہے۔ اگر وہ رمضان کے روزوں کی بجائے یونہی فاقہ کشی کرتا ہے۔ یا حج بیت اللہ کرنے کی بجائے یونہی خدا کے لئے گھر بار چھوڑ کر جنگل میں چلا جاتا ہے۔ یا مقررہ طریق پر زکوۃ دینے کی بجائے اپنے مال کا چالیسواں حصہ نہیں بلکہ

بہت زیادہ دیتا ہے۔ تو وہ کیوں خدا کو نہیں پا سکتا۔ ہم کہتے ہیں۔ ہر ایک چیز کے ملنے کے لئے مقررہ ذرائع ہوتے ہیں۔ اور جب تک ان کو نہ استعمال کیا جائے وہ چیز نہیں مل سکتی مثلاً پانچ روپیہ اگر منی آرڈر کرنے ہوں تو ان پر چار آنہ محصول مقرر ہے۔ اگر کوئی شخص فارم پر کر کے سوا پانچ روپیہ ڈاک خانہ میں دے گا۔ تو اس کا منی آرڈر منزل پر پہنچ جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص فارم پر کرنے اور ڈاک خانہ میں دینے کے بجائے تھانے میں جائے۔ اور پانچ روپیہ کے ساتھ ۴؎ محصول کی جگہ دو روپیہ وہاں دے آئے تو اس کے روپیہ نہیں پہنچ سکیں گے۔ تھانہ والے اس کا روپیہ واپس کر دیں گے۔ اور اگر کوئی خراب نیت کے لوگ ہوئے تو سات کے سات خود کھا جائیں گے۔ اسی طرح زمین بونے کے لئے اس میں ہل چلایا جاتا اور ایک حد تک گہرا چلایا جاتا ہے۔ مگر ایک شخص زمین میں ہل چلانے کے بجائے لمبے لمبے اور گہرے کنویں کھود کر ان میں بیج ڈال دے تو کیا اس کا کھیت تیار ہو جائے گا گو اس نے محنت کی اور ہل چلانے والے سے بہت زیادہ کی مگر چونکہ اس طریق کو چھوڑ دیا جو کھیت بونے کے لئے مقرر تھا اس لئے اس کا بیج زمین میں ضائع ہو جائے گا۔ چہ جائیکہ اس کا کھیت تیار ہو۔ اسی طرح ایک شخص سخت گرمی میں آتا ہے۔ اور کنویں سے ڈول نکال کر پانی پی لیتا ہے۔ مگر دوسرا پیاسا آتا ہے۔ جو دو من کی بوری اٹھا کر ایک میل تک چلا جاتا ہے اور پھر شکایت کرتا ہے کہ میں نے پہلے سے زیادہ کام کیا اور محنت اٹھائی مگر میں پیاسا ہی رہا۔ تو اس کا یہ کہنا غلط ہو گا۔ کیونکہ پیاس کے لئے پانی کنویں سے نکال کر پینا ایک ذریعہ ہے۔ لیکن یہ کوئی ذریعہ نہیں کہ پیاسا بوریاں اٹھا کر بھاگتا پھرے۔ پس جو طریق کسی کام کے کرنے کا ہے۔ اسی طریق پر کیا جائے گا تو ہو گا ورنہ نہیں ہو گا۔

اسی طرح مذاہب کا حال ہے۔ بعض مذاہب میں اسلام کی نسبت بہت مشقتیں اور محنتیں ہیں مگر ان کا نتیجہ کچھ نہیں۔ مثلاً ہندو مذہب ہے۔ اس میں لوگ الٹے لٹکتے ہیں اور اُلٹے لٹکے ہوئے ہی آٹا گوندھتے اور اسی حالت میں روٹی پکاتے ہیں۔ اور اس کو عبادت سمجھتے ہیں۔ مگر کیا وہ اس سے خدا کی رضا اور جنت کے اعلیٰ مقام پالیں گے؟ نہیں۔ کیونکہ غلط طریق سے جو کام کیا جاتا ہے اس میں کامیابی نہیں ہوتی۔ پس اگر کوئی غلط طریق پر خدا تعالیٰ کے حضور جانا چاہے گا تو رد کیا جائے گا۔

ہماری جماعت میں خواہش ترقی ہے خواہ دینی ترقی ہو یا دنیاوی۔ مگر اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ صحیح طریق پر عمل ہو۔ بعض حالات کی وجہ سے یہاں سودے سلف پر بعض روکیں عائد کی گئی ہیں۔ کیونکہ ان حالات نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم ایسا کریں۔ اگر وہ حالات دور ہو جائیں تو یہ روکیں نہیں رہ سکتیں۔ گویا یہ روکیں عارضی ہیں۔ ان کی وجہ سے اگر کوئی فائدہ آتا ہے تو وہ حقیقی فائدہ نہیں۔ اصل میں فائدہ وہ ہے جو اپنی لیاقت اور قابلیت سے حاصل کیا جائے۔ مگر لوگ

اس اصل کو نہیں سمجھتے۔ وہ اپنی اس بات کو خلاف دیانت نہیں سمجھتے۔ کہ بازار میں ایک چیز جو سستی بکتی ہو۔ اس سے ایک شخص اس دلیل کی بنا پر مہنگا بیچے کہ یہ میری چیز ہے میں جس قیمت پر چاہوں بیچوں۔ اور اس طرح زیادہ قیمت لینا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ مگر ان کا یہ کہنا اس وقت تک غلط ہے جب تک کہ خریداروں پر روکیں لگائی گئی ہیں اور اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو یہ اس کی بددیانتی ہے۔ اگر زید کو مجبور کیا گیا ہے کہ وہ بکر سے سودا نہ لے۔ بلکہ خالد سے لے۔ اور خالد بکر کی نسبت مال کی قیمت بڑھاتا ہے اور زید اس سے لینے پر مجبور ہے تو اس کی مجبوری سے اس کو ناجائز فائدہ اٹھانے کا کوئی حق نہیں ہے اور وہ نہیں کہہ سکتا کہ میری چیز ہے جس طرح چاہوں بیچوں۔ اس کا ایسا کہنا غلط ہے۔ اس کو منڈی کے نرخ کا خیال رکھنا چاہیئے۔

دیکھو اگر کسی شخص کے پاس کچھ روٹیاں ہوں اور ایک سائل اس سے مانگنے آئے تو یہ اس کا حق نہیں کہ وہ اس کو کہے کہ میں نہیں دیتا تو جب فقیر جو ایک پیسہ بھی نہیں دیتا اس کو روٹی نہ دینا غلطی اور ظلم ہے۔ تو جو شخص قیمتاً" ایک چیز لیتا ہے اور دوکاندار اس کو منڈی کے نرخ پر نہیں دیتا وہ بھی ظالم ہے۔

اگر کوئی شخص منڈی کے نرخ سے گراں نرخ رکھتا ہے تو یہ بددیانتی کرتا ہے۔ اور لوگوں کی مجبوری اور ناواقفی سے فائدہ اٹھاتا ہے ہاں اگر کوئی دکاندار ایسا اعلان کردے۔ اور بورڈ پر لکھ کر لگا دے کہ میں دو پیسہ میں امرتسر سے چیز خریدتا ہوں اور یہاں ایک آنے میں بازار میں بکتی ہے مگر میں دو آنے میں بیچتا ہوں۔ اور پھر گاہک اس کی دکان پر جائیں اور اس سے خریدیں تو اس کا حق ہو سکتا ہے لیکن لوگ عام طور پر چونکہ بھاؤ سے واقف نہیں ہوتے۔ اس لئے ان کی ناواقفیت کی وجہ سے ان سے زیادہ قیمت لی جاتی ہے۔ اور یہ بددیانتی ہے۔ اور یہ بددیانتی اپنی غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ اور اپنی غلطی کا اثر دوسروں پر ڈالا جاتا ہے کہ ہم نے مہنگی خریدی ہے۔ اس لئے مہنگی بیچتے ہیں۔ حالانکہ اس کا خمیازہ ان کو خود بھگتنا چاہیئے۔

جو لوگ یہ طریق جاری رکھتے ہیں نہ ان کی تجارت کامیاب ہوتی ہے نہ ان کو تجارت کا علم آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں کوئی دوکان اچھی حالت میں نہیں ہے۔ لوگ محنت نہیں کرتے۔ اور تجارت کا علم حاصل نہیں کرتے۔ اور ناجائز وسائل سے اپنی دوکان چلانا چاہتے ہیں ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ روک جو سودے سلف کے متعلق ہے قائم رہے اور جو چیز ایک لاتا ہے وہ دوسرا نہ لاوے۔ مگر خود محنت نہیں کرتے۔ یہ ناجائز یا وقتی حفاظت کے طریق ہیں۔ اگر صحیح ذرائع پر عمل کریں تو ان ذرائع کو اختیار کرنے کی ان کو ضرورت نہ رہے۔ اور ان کی یہ خواہش نہ ہو کہ یہ روک قائم رہے۔ کیونکہ یہ بھی عارضی ہے۔ اگر آج حالات بدل جائیں۔ تو وہ روک قائم نہیں رہ

سکتی۔ ہوشیار آدمی ہوشیاری سے کام کرتا اور کامیاب ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہوشیاری کے ساتھ دیانت بھی شامل ہو جائے تو پھر یہ بہت اعلیٰ درجہ کی بات ہوتی ہے۔ اگر ہوشیاری نہ ہو بلکہ سستی ہو تو پھر کامیابی مشکل ہے اور پھر فائدہ اٹھانے کی خواہش ایک مخفی بددیانتی ہے۔

ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ہر ایک بات میں بڑھ کر رہیں۔ مومن غیرت مند ہوتا ہے۔ اور وہ کسی بات میں کسی سے پیچھے رہنا پسند نہیں کرتا۔

حضرت شاہ اسماعیل (شہید دہلوی) کا ایک واقعہ ہے ان کو معلوم ہوا کہ ایک سکھ ہے جو تیرنے میں بہت مشاق ہے اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر آپ تیرنے کی مشق کرنے لگے۔ اور اس میں ایسا کمال حاصل کیا کہ کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ یہ انہوں نے اس لئے کیا کہ کوئی غیر مسلم مسلمانوں سے کسی کام میں کیوں بڑھ جائے تو مومن چھوٹی چھوٹی باتوں میں غیرت رکھتا ہے۔ اور ہر ایک بات میں خواہ وہ دین کی ہو یا دنیا کی دوسروں سے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔

ہمیں شبہ نہیں کہ دنیا الگ ہے اور دین الگ۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ دنیاوی باتوں کا اثر دین پر پڑتا ہے جو شخص دنیا میں ست ہو وہ دین میں بھی ست ہوتا ہے جو دنیاوی کام کرنے میں ست ہے وہ تہجد کے لئے کب اٹھے گا۔ اور وہ آہستہ آہستہ سنتوں کا بھی تارک ہو جائے گا اور فرائض کو بھی جواب دے دے گا۔ کیونکہ سستی ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ دونوں جگہ کرے گا۔ دنیا میں بھی اور دین میں بھی۔

ولایت میں نفع کی حد بندی کی گئی ہے مثلاً اس حد تک نفع جائز ہے اور اس کے آگے ناجائز۔ اور وہاں نفع مقرر کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ چیز عام مقابلہ میں آجائے اس وقت جو قیمت ٹھہر جائے وہ اصل قیمت ہو۔ اور اس میں یہ بات بھی مد نظر رکھی جاتی ہے کہ بیچنے والے آپس میں سمجھوتہ نہ کر لیں۔ یعنی یہ نہ ہو کہ دس پندرہ دوکاندار آپس میں فیصلہ کر لیں کہ اس قیمت پر فروخت کریں گے اگر یہ ہو تو یہ ناجائز ہے۔ اور سمجھوتہ کر کے جو نفع حاصل کیا جائے۔ وہ بھی ایک قسم کی ٹھگی ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص زائد نفع اپنی لیاقت سے حاصل کرتا ہے تو وہ جائز ہے۔ مثلاً لوگ عموماً امرتسر سے چیزیں لاتے ہیں۔ اور ایک نرخ پر یہاں بیچتے ہیں۔ دوسرا شخص اگر دلی سے اس سے سستی لاکر اس نرخ پر یہاں بیچتا ہے اور دوسروں کی نسبت زیادہ نفع کماتا ہے تو اس پر الزام نہیں یا کراچی میں ایک چیز بہت سستی ملتی ہے اور ایک شخص وہاں سے لاتا ہے جو یہاں بہت سستی پڑتی ہے پھر اگر وہ بازار کے عام نرخ پر بیچ کر تمام بازار والوں سے زیادہ نفع لیتا ہے تو اس پر الزام نہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ عام طور پر دکانداروں کے متعلق جو شکایات ہوتی ہیں ان میں بعض غلط

بھی ہوتی ہیں مگر بعض درست بھی۔ بعض دوکانداروں کا یہ کہنا کہ ہمارا حق ہے کہ ہمارے بھائی ہم سے چیزیں خریدیں۔ یہ سچ ہے کہ ان کا حق ہے کہ ان کے بھائی ان سے چیزیں خریدیں۔ مگر بھائیوں کا بھی تو حق ہے کہ تم ان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ اس سے بری بات کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اپنا حق یاد رکھے مگر دوسرے کا حق بھول جائے۔ حالانکہ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ اپنا حق بھلا دیتا ہے۔ اور دوسروں کا حق جو اس پر ہو یاد رکھتا ہے......... صحابہ کرام دوسرے کے حق کو خوب یاد رکھتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک گھوڑا ایک صحابی بیچنے لگے۔ اور اس کی قیمت انہوں نے مثلاً دو ہزار مقرر کی۔ دوسری طرف جو صحابی خریدار تھے وہ چار ہزار بتاتے تھے۔ اور ان میں اسی بات پر جھگڑا تھا۔ کہ مالک کم قیمت بتاتا اور خریدار زیادہ دیتا۔ تو مومن کا طریق یہ ہے کہ وہ دوسرے کے حقوق کا بہت خیال رکھتا ہے۔ جب دوسرے کے حقوق کا خیال لازمی ہے۔ اور بددیانتی منع ہے تو مومن کے لئے کس قدر لازمی ہے کہ وہ ہوشیاری اور چستی سے کام لے۔

دوکانداروں کا یہ کہنا غلط ہے کہ ہماری چیز ہے ہم اس کی جو قیمت چاہتے ہیں مقرر کرتے ہیں۔ نہ یہ اصولاً" درست ہے نہ اخلاقاً" درست ہے عام طور پر دوکاندار یہ غلطی کرتے ہیں کہ اپنی ناواقفیت سے جتنے کو چیز ملتی ہے لے آتے اور سستی اور عمدہ تلاش نہیں کرتے۔ اور پھر اس کا اثر خریدار پر ڈالتے ہیں۔ اگر انہیں اپنی سستی کا خمیازہ بھگتنا پڑے اور عام بھاؤ پر بیچ کر نقصان ہو۔ تو آئندہ کے لئے ہوشیار ہو جائیں۔ مگر ابھی تک لوگ اس گر کو نہیں سمجھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نہ خود اچھی طرح دوکان چلا سکتے ہیں اور نہ ان کے خریدار ان سے خوش ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوکان بند ہو جاتی ہے۔

میں تو یہ خیال نہیں کر سکتا کہ کوئی احمدی کہلانے والا جان بوجھ کر دھوکہ دیتا ہے۔ کیونکہ میں مان ہی نہیں سکتا کہ کوئی احمدی ہو اور پھر جان بوجھ کر دھوکہ دے۔ میرا دل ہی اس قسم کا نہیں بنایا گیا کہ میں کسی کے متعلق ایسا خیال کروں ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ غفلت یا ناواقفی سے ان لوگوں سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ لیکن غفلت سے بھی جو جرم ہو وہ جرم ہی ہوتا ہے۔ اور اس کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی کو گولی مارتا ہے۔ اور بعد میں کہتا ہے کہ میں نے جانور سمجھا تھا۔ اگر یہ درست ثابت ہو جائے تو گو اسے پھانسی کی سزا نہ ملے۔ مگر سزا ضرور ملے گی۔ اسی طرح اور باتوں میں ہوتا ہے۔ پس تم غفلت کو دور کرو تا دنیا کا مقابلہ کر کے کامیابی حاصل کر سکو۔

حضور جب دوسرے خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا۔ کہ کوئی شخص خطبہ کے دوران بولا تھا اسے جو کچھ کہنا ہے اب کہہ لے۔ عرض کیا گیا کہ کسی نے بلند آواز سے دعا کی تھی۔ فرمایا جب امام بلائے۔ تو بولنا جائز ہے۔ ورنہ خطبہ کے دوران میں بولنا سخت غلطی اور گناہ عظیم ہے۔[1] اگر دعا

کرنی ہو تو آہستگی سے کرنی چاہیئے۔ کہ دوسرے کو یہ دھوکہ نہ لگے۔ کہ کوئی بول رہا ہے بعض جگہوں سے اطلاع آئی ہے۔ کہ لوگ خطبہ کے دوران بول پڑتے ہیں۔ یہ غلطی ہے اور گناہ ہے۔ اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

پھر **الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ** پڑھتے ہوئے فرمایا یہ کامیابی کا گر بتایا گیا ہے۔ اللہ کی تعریف ہو جس نے ہمیں صحیح رستہ دکھایا۔ پھر خدا سے گناہوں کی معافی مانگے۔ اور دعا مانگے کہ غفلت سے بچایا جائے۔ پھر وہ طریق اختیار کرے۔ جو خدا تعالیٰ نے کسی کام کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ اور **نتوکل علیہ** اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ ضرور کامیاب کرے گا۔ کیونکہ جو اس پر توکل کرتا ہے وہ ناکام نہیں رہتا ہے۔ اگر خدا نہیں ہے۔ تو پھر سب فریب ہے۔ اور اگر ہے تو اس پر بھروسہ کرنے والے اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے ذلیل نہیں ہو سکتے۔

(الفضل ۲۹؍ جون ۱۹۲۲ء)

۱؎ بخاری کتاب الجمعۃ باب الصمات یوم الجمعۃ